اللہ والوں کا اندازِ تجارت

سابقہ نام

اسلاف کا اندازِ تجارت

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اسلاف کا اندازِ تجارت[1]

دُرود شریف کی فضیلت

رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ درودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور رات کے گُناہ بخش دے۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دورِ اسلاف اور طرزِ تجارت

منقول ہے کہ ایک بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو "واسط"[3] کے مقام پر

1... مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۰ ہجری بمطابق 7 جون 2009 عیسوی بروز اتوار عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں "معاشی بحران اور اس کا حل" کے نام سے بیان فرمایا۔ مگر بعد میں انہی کی تجویز پر ضروری ترمیم و اضافے کے بعد "اسلاف کا اندازِ تجارت" کے نام سے ۹ رمضانُ المبارک ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 8 جولائی 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیۃ)

2... الترغیب والترھیب، ۲/۳۲۸، حدیث: ۲۳

3... عراق کے مشرقی حصے میں واقع ایک شہر۔

تھے انہوں نے گندم سے بھری ایک کشتی بصرہ[1] شہر کی طرف بھیجی اور اپنے وکیل کو لکھا: جس دن یہ کھانا بصرہ پہنچے اُسی دن اسے بیچ دینا، اگلے دن تک تاخیر نہ کرنا۔ چونکہ وہاں بھاؤ (Rate) بڑھنے کے امکانات تھے تو تاجروں نے وکیل کو مشورہ دیا کہ اگر اسے جمعہ کے دن تک مُؤَخَّر کرلو تو دُگنا نفع ہو گا۔ چنانچہ اس نے جمعہ تک وہ گندم فروخت نہ کی جس کی وجہ سے اسے کئی گُنا فائدہ ہو گیا۔ جب وکیل نے خوشی خوشی یہ واقعہ مالک کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے اسے جواب لکھا: اے شخص! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے نفع پر ہی قناعت کر لیا کرتے ہیں مگر تم نے اس کے بر خِلاف کِیا۔ ہمیں یہ پسند نہیں کہ اس میں کئی گنا (دُنیوی) نفع ہو اور اس کے بدلے ہمیں دینی واُخروی نُقصان پہنچے۔ لہٰذا جیسے ہی تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً وہ تمام مال بصرہ کے فقرا پر صدقہ کر دینا۔ شاید ایسا کرنے سے میں ذخیرہ اندوزی کے گُناہ سے برابر برابر نَجات پاسکوں یعنی نہ تو میرا (اُخروی) نقصان ہو اور نہ ہی (دُنیوی) فائدہ۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حکایت پاکیزہ تجارت اور اسلامی مَعاشی اَقْدار کی جو خوبصورت تصویر پیش کر رہی ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے اسلاف کا اندازِ تجارت اور طرزِ معیشت کس قدر اعلیٰ تھا۔ اسلامی تاریخ کے صفحات ایسے باکردار لوگوں کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جو نہ

1... عراق کے جنوبی حصے میں واقع ایک شہر۔

2... احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی بیان العدل... الخ، ۹۳/۲ ملخصًا

صرف اپنے ذاتی مُعاملات بلکہ تجارتی مصروفیات میں بھی صدق و امانت، عدل و انصاف تقویٰ واحسان، ایثار و بھلائی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کو اپناتے ہوئے اسلام کے مَعاشی اصولوں پر کاربند رہے شاید اسی وجہ سے ان کے دور کی مَعاشی خوشحالی اپنی مثال آپ تھی، مگر افسوس! جیسے جیسے ان خوبیوں کی جگہ ظلم و جبر، فسق وفجور، ناانصافی، دروغ گوئی (جھوٹ)، فریب دہی (دھوکا)، مَفاد پرستی، سُود خوری اور بدخواہی جیسی بُرائیاں مُسلمانوں کے کردار میں پیدا ہوتی گئیں ان کی مَعِیْشت دن بدن زوال پذیر ہوتی گئی اور بالآخر تباہی کے اندھے کنویں میں جاپڑی۔ اگر آج بھی ہم قرآن و حدیث میں بیان کردہ حُصُولِ رزق کے مدنی پھولوں پر عمل کریں اور کسب وتجارت کے مُعاملے میں اپنے اسلاف کا طرزِ عمل اختیار کریں تو اپنی ذاتی زندگی کے ساتھ ساتھ پورے مُعاشرے میں ایک شاندار خوشحالی لاسکتے ہیں اور مَعِیْشت کو ایک بار پھر عروج واِستحکام نصیب ہوسکتا ہے۔

مَعِیْشت کا آغاز

صَدْرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی مقصدِ کسب و تجارت اور آغازِ مَعِیْشت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور اُن کی تَحْصِیل (حاصل کرنے) میں اتنی دُشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا مُتَکَفِّل (ذِمّے دار) ہونا چاہے غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایّام خوبی کے ساتھ گُزار نہ سکے گا، لہٰذا اُس حکیم

مُطْلَق (عَزَّوَجَلَّ) نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور مُتعَدِّد قسموں پر مُنْقَسِم (تقسیم) فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجْمُوعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بُنتا ہے، کوئی دوسری دستکاری کرتا ہے، جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بُننے والوں کو غلّہ کی حاجت ہے، نہ یہ اُس سے مُسْتَغْنِی (بے پروا) نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج (ضرورت)، لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اِس کی چیز اُس کے پاس جائے اور اُس کی اِس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دُشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے مُعاملات کا سلسلہ شروع ہوا، بیع (خرید و فروخت) وغیرہ ہر قسم کے مُعاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے مُعاملات کے مُتعَلِّق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تِشْنہ (ادھورا) باقی نہ رہے اور مُسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تَحْصِیلِ مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تَحْصِیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔[1] چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد پاک ہے:

1... بہار شریعت، ۲/ ۶۰۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

(پ۵، النسآء: ۲۹)

طلبِ حلال ایک فریضہ ہے

یاد رکھئے! کسب و تجارت کے ذریعے اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں وغیرہ کے لئے رزقِ حلال کا حُصُول اور اس کی طلب صرف انسانی ضرورت ہی نہیں بلکہ اہم ترین فریضہ بھی ہے۔ نبیِ رحمت، شَفِیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بُنیاد ہے: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَة یعنی حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔[1] قرآنِ پاک میں جابجا رزقِ حلال حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنے فضل سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی تلاش و جستجو جاری رکھنے کی ترغیب اور اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے آیئے اس ضمن میں پانچ فرامینِ خداوندی مُلاحظہ کیجئے۔

کسب کی ترغیب پر مشتمل 5 فرامینِ خداوندی

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱

ترجمۂ کنز الایمان: اور دن کو روزگار کے لئے بنایا۔

(پ۳۰، النبا: ۱۱)

1 ... شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد... الخ، ۶/ ۴۲۰، حدیث: ۸۷۴۱

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۠ (پ۸، الاعراف: ۱۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لئے اسمیں زندگی کے اسباب بنائے، بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۹۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو۔

وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ (پ۲۹، المزمل: ۲۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے۔

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۲۸، الجمعۃ: ۱۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

جستجوئے روزگار کی عظمت

حضرتِ سَیِّدُنا کَعْب بن عُجْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم ایک روز صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان قریب سے گزرا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ایک طاقتور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو دیکھا تو کہا: کاش! اس کی جوانی اور طاقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ ہوتی۔ اِس پر رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا

ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے اور اگر یہ خود کو (لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا حرام کھانے سے) بچانے کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے البتہ اگر یہ دکھاوے اور تفاخُر (فخر) کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔ [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اپنے والدین کی خدمت اور اولاد کی کفالت کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کی کس قدر اہمیت ہے کہ رسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شمار فرمایا۔ یاد رکھئے! سچائی، انصاف اور دیانتداری کے ساتھ حلال و حرام کا لحاظ رکھتے ہوئے تجارت، مُلازمت، یا محنت مزدوری کرنے والے نہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب ہیں بلکہ ایسوں کا حشر بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اچھوں کے ساتھ ہوگا نیز ان کی مغفرت کردی جائے گی اور کل بروزِ قیامت ان کے چہروں کی تابانی چودھویں کے چاند کی مانند ہوگی۔ آیئے! حِرفَت و تجارت اور کام کاج کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامینِ مُصطفٰے مُلاحظہ کیجئے۔

کسب کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامینِ مُصطفٰے

1. اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاء یعنی سچا امانت دار

1...معجم الاوسط، ۱۳۶/۵، حدیث: ۶۸۳۵

تاجر انبیاء، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو گا۔[1]

2. اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ پیشہ ور (کام کاج کرنے والے) مومن کو پسند فرماتا ہے۔[2]

3. مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ اَمْسٰی مَغْفُوْرًا لَہٗ یعنی جو اپنے ہاتھ کے کام سے تھک کر شام کرتا ہے وہ مغفرت یافتہ ہو کر شام کرتا ہے۔[3]

4. مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَۃِ وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ یعنی جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہلِ خانہ کے لئے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے حلال طریقے سے دُنیا طلب کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔[4]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پیشے

کسبِ حلال نہ صرف ایک باعثِ فضیلت عمل ہے بلکہ کئی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ

1...ترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی التجار وتسمیۃ النبی ایاھم، ۳/۵، حدیث: ۱۲۱۳

2...معجم الاوسط، ۶/۳۲۷، حدیث: ۸۹۳۴

3...معجم الاوسط، ۵/۳۳۷، حدیث: ۷۵۲۰

4...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب البیوع والاقضیۃ، باب فی التجارۃ... الخ، ۵/۲۵۸، حدیث: ۷

السَّلَام کے علاوہ نبیوں کے سُلطان رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بھی پیاری پیاری سنت ہے لہٰذا اسے سنت سمجھ کر اختیار کرنا چاہئے۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے کسب کے لئے مختلف پیشے اپنائے۔ چنانچہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اولاً کپڑا سازی کا کام کیا کرتے تھے پھر کھیتی باڑی کرنے لگے۔ حضرت نُوح عَلَیْہِ السَّلَام لکڑی کا پیشہ، حضرت اِدْرِیس عَلَیْہِ السَّلَام درزی گری، حضرت ہُود و صالح عَلَیْہِمَا السَّلَام تجارت، حضرت اِبراہیم و لُوط عَلَیْہِمَا السَّلَام کھیتی باڑی اور حضرت شُعَیب عَلَیْہِ السَّلَام جانور پالتے تھے۔ اسی طرح حضرت مُوسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بکریاں چراتے، حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام زِرہ (جنگ میں استعمال ہونے والا فولاد کا جالی دار کرتا) بناتے، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام پوری دنیا کے بادشاہ ہونے کے باوجود پنکھے اور زنبیلیں بنایا کرتے تھے اور ہمارے پیارے آقا سیِّدُ الانبیاء احمدِ مُجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تجارت کو اپنی ذاتِ بابرکت سے شرف بخشا ہے۔[1]

بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ رزقِ حلال کے حصول کیلئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے بھی صنعت و تجارت کو اختیار کیا، اس بات میں تو کسی شک وشبہے کی گُنجائش نہیں کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، اگر کسب و تجارت میں برائیوں کا اِرتکاب ضروری ہوتا یا اس میں بذاتِ خود کوئی خرابی ہوتی تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہرگز ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے،

1...مراٰۃ المناجیح، ۲۲۸/۴، ملخصاً

حقیقت یہ ہے کہ خرابیاں اور بدعنوانیاں کاروبار میں نہیں بلکہ خود ہمارے کردار میں موجود ہیں جن کے سدِّباب (روک تھام) کے لئے شریعتِ مُطَہَّرہ نے جائز وناجائز اور حلال وحرام کے پیمانے مقرر کردیئے تاکہ کوئی مُسلمان ظلم کا شکار نہ ہو اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہو لہٰذا جو لوگ ان احکامات پر عمل پیرا ہوئے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوئے، اور جنہوں نے ان احکامات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حرام وحلال کی تمیز نہ کی اور خواہشِ نفس پر چلے وہ دنیا و آخرت میں خائب وخاسر (ناکام) ہوئے۔ آیئے! حدیث پاک کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اسلام کی نظر میں تجارت کے کیا ضابطے ہیں اور ایک تاجر کو کیسا ہونا چاہیے۔

تاجر کو کیسا ہونا چاہیے؟

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں، جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں، جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں، جب کچھ بیچیں تو اس کی بیجا تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا کچھ آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سُستی نہ کریں اور جب ان کا کسی اور پر آتا ہو تو اس کی وُصولی کے لئے سختی نہ کریں۔[1]

1...شعب الایمان، باب حفظ اللسان، ۲۲۱/۴، حدیث: ۴۸۵۴

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیث مبارکہ میں تجارتی اصولوں پر مشتمل جو مدنی پھول بیان کئے گئے ہیں در حقیقت یہ مدنی پھول رزق میں برکت اور مُلک و قوم کی ترقّیِ معیشت کے ضامن ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان اور اسلاف و بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الۡمُبِیۡن نے عملی زندگی کے ہر میدان میں ان خوبیوں کو اپنے کردار کا حصہ بنا رکھا تھا۔ ان مُبارک ہستیوں کی نظر میں معاشی خوشحالی کا مفہوم ہرگز ہرگز یہ نہ تھا کہ مُلک و قوم کو خواہ کتنا ہی خسارہ ہو جائے، مُسلمان بھائی کتنا ہی مالی بدحالی کا شکار ہو جائے مگر میرے مالی حالات بہتر ہونے چاہئیں، میری ذاتی ملکیت و دولت میں اضافہ ہونا چاہئے۔ جائز و ناجائز کسی بھی طریقے سے دوسرے مُسلمانوں کو کنگال کرکے ان کے مال کو اپنی جائداد کا سنگِ بنیاد قرار دینا ان کے دل نے کبھی گوارا نہ کیا کیونکہ وہ نُفُوسِ قدسیہ آج کے بعض تاجروں (Business men) کی طرح **"پیسہ ہو چاہے جیسا ہو"** کے قائل نہ تھے بلکہ وہ تو اپنے مُسلمان بھائیوں کے حقیقی خیر خواہ ہوا کرتے تھے اور ان کے نُقصان کو اپنا نُقصان سمجھا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی اسلاف کے طرزِ عمل اور پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ بیدار کرنا چاہئے۔

دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ

واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کی کہ کس کی؟ فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام کی۔[1]

حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نبیِ مکرّم، رسولِ مُحتشم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کرچکا ہوں۔[2]

بے مثال خیر خواہی

حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک گھوڑا خرید لاؤ، اس غلام نے تین سو درہم میں ایک گھوڑا خریدا اور گھوڑے کے مالک کو ساتھ لے آیا۔ تاکہ حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسے رقم ادا کریں، جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ گھوڑا دیکھا تو اس کے مالک سے کہا کہ تمہارا گھوڑا تو تین سو درہم سے زیادہ مالیت کا ہے کیا تم اسے چار سو درہم میں بیچو گے؟ مالک نے کہا اے ابو عبدُ اللہ (یہ حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت ہے) جیسے آپ کی مرضی پھر حضرت سَیِّدُنا جریر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا یہ چار سو درہم سے بھی زیادہ مالیت کا ہے، کیا تم اسے پانچ سو درہم میں بیچو گے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی طرح سو سو دِرہم کا اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

1... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الدین النصیحۃ، ص ۴۷، حدیث: ۹۵

2... بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی الدین النصیحۃ... الخ، ۱/۳۵، حدیث: ۵۷

عَنْہُ نے وہ گھوڑا آٹھ سو درہم میں خریدا، جب حضرت سَیِّدُنا جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی ہے۔[1]

دیانتداری کی اعلیٰ مثال

مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا یونس بن عُبَید بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے پاس مختلف اقسام اور مختلف قیمتوں کے حُلّے (چادریں، جبے) تھے۔ ان میں سے ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّے کی قیمت 400 درہم تھی اور ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّہ 200 درہم کا تھا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھتیجے کو دکان پر چھوڑ کر خود نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں ایک اَعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے 400 درہم کا حُلّہ طلب کیا، بھتیجے نے اس کے سامنے 200 درہم والا حُلّہ پیش کیا، اسے وہ اچھا لگا اور اس نے 400 درہم پر راضی ہو کر اسے خرید لیا۔ اَعرابی حُلّہ ہاتھ میں لئے واپس جا رہا تھا کہ حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس کا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے حُلّے کو پہچان کر اُس سے پوچھا: یہ حُلّہ کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے جواب دیا: 400 درہم میں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ 200 درہم سے زیادہ کا نہیں ہے، تم جا کر اسے واپس کر دو۔ اس نے کہا: ہمارے شہر میں یہ حُلّہ 500 درہم کا ہے نیز مجھے یہ پسند بھی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: واپس پلٹ

1... شرح نووی، کتاب العلم، باب بیان الدین النصیحة، ۱/۴۰، الجزء الثانی

جاؤ کہ دین میں خیر خواہی دنیا ومافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس) سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ اسے واپس دکان پر لائے اور 200 درہم واپس کر دیئے۔ پھر اپنے بھتیجے کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: تمہیں شرم نہیں آئی! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے کہ چیز کی قیمت کے برابر نفع لیتے ہو اور مسلمان کی خیر خواہی کو ترک کرتے ہو؟ بھتیجے نے جواب دیا: میں نے اس کے راضی ہونے پر ہی اتنا زیادہ نفع لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کے حق میں وہی پسند کیا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو؟ [1]

لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حکایت خیر خواہی اور احسان کی ایک عظیم مثال پیش کر رہی ہے۔ اے کاش کہ معیشت کا رونا رونے والے لوگ پیارے آقا مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کو پڑھ کر اس پر عمل کر لیں تو یہ معیشت کا بحران ختم ہو جائے کہ مُحسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ [2] بھلا وہ کون سا شخص ہے جو اپنے لئے یہ پسند کرے گا کہ مجھے ملاوٹ والا مال ملے، مجھے دھوکہ دے کر یا جھوٹ بول

---

1 ...احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی الاحسان فی المعاملة، ۲/۱۰۲

2 ...بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه، ۱/۱۶، حدیث: ۱۳

کر مال دیا جائے، مجھ سے سُود لیا جائے، مجھ سے رشوت لی جائے، میرے بھولے پن کا فائدہ اُٹھا کر میری جیب خالی کردی جائے؟ یقیناً کوئی شخص اپنے لئے یہ باتیں پسند نہیں کرتا تو پھر اپنے مُسلمان بھائیوں کے لئے ایسا کیوں سوچا جاتا ہے...؟ بیان کردہ حکایت میں حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَید بَصْری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے اپنے بھتیجے کی کوتاہی پر فوراً اسے سرزنش کی کہ تجھے شرم نہیں آتی؟ تجھے اللہ کا خوف نہیں کہ اتنا زیادہ نفع لے رہا ہے۔ یقیناً یہ تربیت کا ایک بہترین انداز تھا تاکہ وہ بچہ آئندہ اس قسم کی حرکتوں سے باز رہے مگر افسوس! ہماری اَخلاقی حالت تو اس قدر گر چکی ہے کہ اگر ہمارا بچہ جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کسی کو لُوٹنے میں کامیاب ہو جائے تو ہم اسے ایک شاندار کارنامہ سمجھتے ہیں، اس پر بچے کو شاباشی دیتے ہیں، اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہیں اور دادِ تحسین دیتے ہوئے اس قسم کے جملے کہتے ہیں کہ بیٹا اب تم بھی سیکھ گئے ہو، تمہیں کاروبار کرنا آ گیا ہے، تم سمجھدار ہو گئے ہو وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ایسے موقعے پر تو ہمیں اپنے بچے کی تربیت کرنی چاہئے کہ بیٹا جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر کاروبار نہیں کرنا چاہئے ورنہ اس کے وبال سے ہمارے کاروبار و مال میں زوال آجائے گا اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

بہت بڑی خیانت

یاد رکھئے! تجارت ہو یا دیگر معاملات، کسی کو دھوکہ دینا یا جھوٹ بولنا انتہائی سخت جرم اور بہت بڑی خیانت ہے۔ چنانچہ

حضرتِ سَیِّدُنا سفیان بن اَسِید حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔[1]

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق وفجور (گناہ) ہے اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔[2]

اَللہُ اَکْبَر جب مطلقاً جھوٹ بولنا بھی گناہ ہے تو پھر کسی مسلمان بھائی کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہوئے جھوٹ بول کر اسے لُوٹ لینا کس قدر شدید ہوگا۔ صد افسوس کہ آج کل کثرت سے جھوٹ بولنے کو کمال اور ترقی کی علامت جبکہ سچ کو بے وقوفی اور ترقی میں رکاوٹ تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کئی لوگ اپنا مال بیچنے کے لئے جھوٹی قسم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے ایسے لوگوں کو اپنے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو رزق نصیب میں لکھا ہے وہی ملے گا۔ نہ تو سچ بولنے سے آپ کے حصے کے رزق میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی جھوٹ بول کر آپ اپنے حصے سے زیادہ رزق حاصل کر سکتے ہیں البتہ جھوٹ بولنا بہت بڑی بے برکتی اور معاشی تباہی کا سبب ثابت ہو سکتا ہے۔

سَیِّدُ المرسلین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت

1...ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی المعاریض، ۳۸۱/۴ حدیث: ۴۹۷۱

2...مسلم، کتاب الادب، باب قبح الکذب، ص ۱۴۰۵، حدیث: ۲۶۰۷

بُنیاد ہے: جھوٹی قسم سامان تو بکوا دیتی ہے لیکن برکت مٹا دیتی ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ جھوٹا شخص چاہے کتنی ہی کامیابیاں سمیٹ لے مگر آخرِ کار جھوٹ کا وبال اسے پہنچے گا، بالفرض دنیا میں نہ بھی سہی مگر آخرت کا خسارہ تو ضرور ہے اور یقیناً خسارۂ آخرت سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی مصیبت نہیں۔ لہٰذا کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی والا معاملہ کریں اور رزق کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر بھروسہ کرنے کو اپنا شیوہ بنالیں۔ آج کل تجارتی معاملات میں جگہ جگہ جھوٹ اور دھوکہ دہی اسی وجہ سے عام ہو چکی ہے کہ لوگوں نے رازقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ پر توکّل اور بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ آیئے! اُس پاک ذات پر توکّل کا ذہن بنایئے جس نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمّۂ کرم پر لے رکھا ہے۔

رزق کا ضامن کون؟

دنیا میں بسنے والے تمام جاندار، خواہ ترقی یافتہ شہری ہوں یا کسی گاؤں کے دیہاتی، گھنے جنگلات میں رہنے والے حیوانات ہوں یا بلند و بالا درختوں کی چوٹی پر بنے نشیمن میں آباد پرندے، سمندر کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں ہوں یا پتھروں کے پیٹ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے کیڑے، ہر ایک کا رزق خدائے خالق و رازق عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذمّے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

1... بخاری، کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربا... الخ، ۲/ ۱۵، حدیث: ۲۰۸۷

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲،ھود:۶)
ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو

جب خود اللہ ربُّ العالمین جَلَّ جَلَالُہٗ ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے تو ہمیں چاہئے کہ اسی کی ذات پر توکّل کریں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو معاشی نقصان پہنچانے کے بجائے جائز اور حلال طریقے سے رزق طلب کریں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو نصیب میں ہے وہ ضرور ملے گا۔ دو عالَم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک رزق بندے کو تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔ (1)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (پ۲۸، الطلاق:۲-۳)
ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

یاد رکھئے! وُسعتِ رزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں ہی پوشیدہ ہے، جب ہمارے

1... صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی الحرص... الخ، ۹۸/۴، حدیث: ۳۲۲۷

معاشرے کا ہر فرد اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرے گا اور ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ رحمتِ الٰہی کا طالب ہو گا نیز اپنے دل میں تقویٰ و پرہیز گاری کا پودا لگائے گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک بار پھر ہمارے معاشرے میں خوشحالی کا راج ہو گا۔

تجارت اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا معمول

اگر ہم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت پر نظر ڈالیں تو ہر طرف تقویٰ و پرہیز گاری اور طلبِ رضائے الٰہی کی بہاریں نظر آتی ہیں۔ وہ مقبولانِ خدا تجارت تو کرتے مگر کبھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تجارت تو کرتے تھے مگر جب انہیں حُقُوقُ اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت اور خرید و فروخت انہیں ذِکْرُ اللہ سے نہ روکتی، یہاں تک کہ وہ اسے ادا کرلیتے۔[1] صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اسی طرزِ عمل کو بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام قرآن مجید فُرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ (پ۱۸، النور: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھا کہ بازار والوں نے اذان سنتے

1...بخاری، کتاب البیوع، باب واذا راوا تجارۃ...الخ، ۲/۹، تحت الباب: ۱۱

ہی اپنا (تجارتی) سامان چھوڑا اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اِنہی لوگوں کے حق میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آیت ''رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ'' نازل فرمائی ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کا اولین دور کتنا خوبصورت اور روشن تھا کہ جب مسلمان تقویٰ و پرہیز گاری کے پیکر ہوا کرتے تھے، وہ حضرات کسبِ حلال کیلئے تجارت تو کرتے تھے مگر بد دیانتی، جھوٹ اور فریب وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھتے۔ آیئے! ترغیب کے لئے اسلاف رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن کی سچی اور پاکیزہ تجارت کے دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ کیجئے۔

(1) عیب دار چیز بکنے پر ردِّ عمل

کروڑوں حنفیوں کے پیشوا حضرت سَیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حصولِ رزقِ حلال کے لئے تجارت کا پیشہ اپنایا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے مگر اس کے باوجود آپ کی تجارت احسان، خیر خواہی اور اسلام کے پاکیزہ اصولوں پر مشتمل تھی۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا حفص بن عبد الرحمٰن عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت

1...معجم کبیر، عبد اللہ بن مسعود...الخ، ۹/۲۲۲، حدیث: ۹۰۷۹

سیّدُنا حفص نے ایک مرتبہ مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔[1]

﴿2﴾ دیانتدار تاجر

حضرت سَیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل بھی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بازار تشریف لے گئے اور 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام خریدے پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: خرید لو۔ اس نے پوچھا: کتنے دینار لیں گے؟ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: 63 دینار۔ اس تاجر نے کہا: حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔ حضرت سَیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہٰذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت

1... تاریخ بغداد، باب مناقب ابی حنیفۃ، ۱۳/۳۵۶

کرتا ہوں، اگر چاہو تو خرید لو، میں اس سے زیادہ رقم ہر گز نہیں لوں گا۔ وہ تاجر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا۔ دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بددیانت تاجر نہ تھا۔ جب اس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: میں نے بھی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بددیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا نقصان پسند کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خرید لوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔ چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے بالآخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام حُصُولِ مال کی خواہش کے بجائے لقمۂ حرام سے بچنے کی فکر کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے فروخت کردہ کپڑوں کی حاصل شدہ رقم اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کی مگر افسوس! بدقسمتی سے فی زمانہ اکثر لوگوں کو کثرتِ مال ہی کی فکر دامن گیر رہتی ہے حالانکہ دنیا میں جس کے پاس

1...عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ والاربعون بعد المائۃ، ص ۱۶۴، ملخصاً

جتنا زیادہ مال ہو گا آخرت میں اسے اتنا ہی زیادہ حساب بھی دینا ہو گا۔

ذرے ذرے کا حساب

حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ قیامت کے دن مالِ حلال جمع کرنے والے اور اسے حلال جگہ خرچ کرنے والے ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ حساب کے لئے کھڑے رہو۔ پھر اس سے ہر دانے، ذرے اور ہر ہر دانق (درہم کے چھٹے حصے) کا حساب لیا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ پھر فرمایا: اے ابنِ آدم! تو ایسی دنیا کا کیا کرے گا جس کے حلال کا حساب دینا پڑے گا اور حرام کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ [1]

سب سے مالدار صحابی کے حسابِ قیامت کا احوال

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب فیضانِ سنت کے باب نیکی کی دعوت کے صفحہ 353 پر ارشاد فرماتے ہیں: عَشَرَہ مُبَشَّرہ کے روشن ستارے حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو کہ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے زیادہ مالدار تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سارا ہی مال یقینی طور پر حَلال تھا اور کثرتِ مال غفلت شعاری کے بجائے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے خشیتِ الٰہی کا سبب بن گئی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حسابِ قیامت کی حِکایت بھی

1... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۳/ ۹۷، حدیث: ۶۳۲۵

سراپا عبرت ہے، ملاحظہ فرمایئے چنانچہ

ایک بار سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس تشریف لا کر فرمایا: اے اصحابِ محمد! آج رات اللہ تعالیٰ نے جنّت میں تمہارے مکان اور منزلیں نیز میرے مکان سے کس کا کتنا دُور مکان ہے سب مجھے دکھائے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جلیل القدر اصحابِ کرام کی منزلیں فرداً فرداً بیان کرنے کے بعد حضرتِ عبد الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: اے عبد الرحمٰن (میں نے دیکھا) کہ تم مجھ سے بہُت دُور ہوگئے یہاں تک کہ مجھے تمہاری ہلاکت کا خَدشہ ہونے لگا پھر کچھ دیر بعد تم پسینے میں شَرابور مجھ تک پہنچے تو میرے پوچھنے پر تم نے بتایا: مجھے حساب کے لیے روک لینے کے بعد مجھ سے پوچھ گچھ شُروع ہوگئی کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ راوی کہتے ہیں، حضرتِ عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سُن کر رو پڑے اور عرض کی: یہ سو اُونٹ جو آج ہی رات مِصر سے مالِ تجارت سَمیت آئے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گواہ بنا کر انہیں مدینۂ پاک کے غریبوں اور یتیموں پر صَدَقہ کرتا ہوں۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی خدمت میں عرض کی: مجھے اندیشہ ہے کہ کثرتِ مال کہیں (آخرت میں) مجھے ہلاکت میں نہ ڈال دے! انہوں نے فرمایا: اپنا مال

1... تاریخِ دمشق، ۳۵/۲۶۶

راہِ خدا میں خرچ کرتے رہا کرو۔ [1]

مالداروں کیلئے لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقینی قَطعی حلال مال رکھنے والے اپنا مالِ حلال دونوں ہاتھوں سے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں لٹانے والے کے حسابِ قیامت کی اس لرزہ خیز حکایت پر نظر رکھتے ہوئے مال داروں کو غور کرنا اور قیامت کے ہوش رُبا اَھوال (یعنی دہشتوں اور گھبراہٹوں) سے ڈرنا چاہئے اور جو لوگ محض دُنیوی حِرص کے سبب مال اِکٹھا کئے جاتے، اس کیلئے دربدر بھٹکتے پھرتے اور مال بڑھانے کے نظام کو بہتر سے بہترین بناتے چلے جاتے ہیں اُنہیں اپنی اس رَوِش پر نظرِ ثانی کر لینی چاہئے اور جو صورت دنیا و آخرت دونوں کیلئے بہتر ہو وہ اختیار کرنی چاہئے۔

مال و دولت کے متعلق اچھی اچھی نیتیں

حلال مال جمع کرنا فی نفسہٖ مُباح ہے (یعنی نہ اس میں ثواب ہے نہ گناہ)۔ اگر کوئی علمِ نیت رکھنے والا اِس کی اچّھی اچّھی نیّتیں کرلے تو خواہ مالِ حلال کے ذَرِیعے اَربوں پتی بن جائے اُس کا مال اُس کی آخرت کیلئے نقصان دہ نہیں۔ مگر یاد رہے! رسمی طور پر صرف زَبان سے نیّت کے الفاظ ادا کر لینے کو نیّت نہیں کہتے، نیّت دل کے اُبھار اور پکے ارادے کا نام ہے یعنی جو نیّت کر رہا ہے وہ اُس کے دل میں اِس طرح موجود ہو کہ میں نے 100 فیصدی ایسا کرنا ہی کرنا ہے۔ مال و دولت کے بارے میں نیّت کی

1... استیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۳۸۹/۲

رغبت دلاتے ہوئی حُجۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں: مال لینے، چھوڑنے، خرچ کرنے اور روکنے میں نیَّت صحیح ہونی چاہئے۔ مال اِس لئے حاصِل کرے کہ عبادت پر مدد حاصِل ہو اور مال چھوڑنا ہو تو زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) کی نیّت سے اور اُسے حقیر سمجھتے ہوئے چھوڑے۔ جب یہ طریقہ اختیار کرے گا تو مال کا موجود ہونا اُسے نقصان نہیں پہنچائے گا، اِسی لئے امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمام رُوئے زمین کا مال حاصِل کرے اور اس کا ارادہ رِضائے الٰہی کا حُصول ہو تو وہ زاہد (یعنی دنیا سے بے رغبت) ہے اور اگر تمام مال چھوڑ دے لیکن رِضائے خداوندی مقصود نہ ہو تو وہ زاہد نہیں ہے۔ پس آپ کی تمام حَرکات وسَکنات اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور عبادت سے باہَر نہ ہوں یا عبادت پر مدد گار ہوں۔ جو چیزیں عبادت سے زیادہ دُور ہیں وہ کھانا کھانا اور قضائے حاجت (یعنی استنجا) ہے لیکن یہ دونوں بھی عبادت پر مدد گار ہیں جب ان سے آپ کا مقصود یہ ہو گا یعنی عبادت پر قوّت اور دل جمعی حاصِل کرنے کی نیّت ہو گی تو یہ کام بھی آپ کے حق میں عبادت ہوں گے۔ اسی طرح جو چیزیں آپ کی حفاظت کرتی ہیں مثلاً قمیص، اِزار (یعنی پاجامہ) بچھونا اور برتن وغیرہ تو ان سب میں بھی اچھی نیّت ہونی چاہئے کیوں کہ دین کے سلسلے میں ان تمام چیزوں کی ضَرورت ہوتی ہے اور جو کچھ ضَرورت سے زائد ہو اُس سے بندگانِ خدا کو نفع پہنچانے کی نیّت ہونی چاہئے اور جب کسی شخص کو اس کی ضَرورت

ہو تو انکار نہ کرے جو شخص اس طرح کا عمل کرے گا اُس نے مال کے سانپ (یہاں مال کو "سانپ" سے تشبیہ دی گئی ہے) سے اُس کا (مُفید حصّہ یعنی) جوہر اور تِریاق (زہر مُہرہ یعنی زہر کی دوا جو زہر کا اُتار کرتی ہے) بھی لے لیا اور (خود سانپ کے) زَہر سے محفوظ (بھی) رہا، ایسے آدمی کو مال کی کثرت نقصان نہیں پہنچاتی لیکن یہ کام وُہی شخص کر سکتا ہے جس کے قدم دین میں مضبوط ہوں اور اُس کے پاس کثیر علمِ دین ہو۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی آگے چل کر مال و دولت سے بچ کر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس طرح نابینا کا بِینا (یعنی آنکھ والے) کی طرح پہاڑوں کی چوٹیوں اور دریاؤں کے کَناروں تک پہنچنا اور کانٹے دار راستوں سے گزرنا ممکن نہیں اِسی طرح عام آدمی کا مال و دولت کی آفتوں سے بچنا بھی ناممکن ہے۔[1] مال و دولت پرہیز گار اور بکثرت علمِ دین رکھنے والا ہی چاہے تو لے سکتا ہے کہ شریعت کے مطابِق اِسے حاصِل اور شریعت ہی کے مطابِق اِسے استِعمال کر سکتا ہے اور مال کی آفتوں سے خود کو بچا سکتا ہے۔

کسبِ حلال کیلئے علمِ دین ضروری ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مال و دولت کی آفتوں سے بچنے کسبِ حلال حاصل کرنے کے لئے علمِ دین کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ مال کی آفتوں اور حرام روزی سے وہی شخص بچ سکے گا جسے حلال و حرام کا علم ہو گا شاید اسی لئے اِمَامُ الْعَادِلِیْن، سَیِّدُ الْمُحَدَّثِیْن حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

1... اِحیاءُ العلوم، ۳/۳۲۵

حکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید و فروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں۔[1]

یاد رکھئے! وہ معاملات جن سے بندے کا واسطہ پڑتا ہے ان کے بارے میں شرعی احکام سیکھنا فرض ہے۔ مگر افسوس! آجکل اکثر تاجروں اور ملازموں کی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ آیئے اس ضمن میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ایک مکتوب ملاحظہ کیجئے۔

مکتوبِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! آج کل صِرف و صِرف دنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے۔ علمِ دین کی طرف بہُت ہی کم میلان ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طَلَب کرنا ہر مسلمان مرد (و عورت) پر فرض ہے[2] اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصراً خُلاصہ عرض کرنے کی کوشِش کرتا ہوں۔ سب میں اولین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافِر یا گمراہ ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ نَماز یعنی اِس کے فرائض و شرائط و مُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی

1... ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۹، حدیث: ۴۸۷

2... ابن ماجہ، ۱/۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب رَمَضانُ الْمبارَک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل، صاحِبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ حج، نِکاح کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، تاجِر ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، مُزارِع یعنی کاشتکار (و زمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، ملازِم بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اور اِسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔[1]

اجارہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے

دورِ حاضر میں بہت سے افراد تجارت کے بجائے ملازمت کے ذریعے اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرتے ہیں لہٰذا انہیں چاہئے کہ اجارے کے مسائل سیکھیں اور اپنی روزی کو حرام کی آمیزش (ملاوٹ) سے بچائیں۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "حلال طریقے سے کمانے کے 50 مدنی پھول" صفحہ 1 پر فرماتے ہیں: جس کو مُلازِم رکھنا ہے اُسے مُلازِم رکھنے کے اور جس کو مُلازمت کرنی ہے اُسے مُلازمت کے ضروری اَحکام جاننے فرض ہیں۔ آیئے! اس رسالے میں بیان کئے گئے چند مدنی پھول مُلاحظہ کیجئے۔

1. سیٹھ اور نوکر دونوں کے لئے حسبِ ضرورت اِجارے کے شرعی احکام سیکھنا

1...ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ۲۳ / ۶۲۴، ۶۲۳

فرض ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔[1]

2. نوکر رکھتے وقت، ملازمت کی مدّت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تَعَیُّن ہونا ضروری ہے۔

3. چاہے گورنمنٹ کا ادارہ ہو یا پرائیویٹ ملازِم اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عُرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کریگا یا جلدی چلا جائے گا یا چُھٹّیاں کرے گا تو اس نے معاہدے کی قَصْداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔ فرمانِ امام احمد رضا خان: "جو جائز پابندیاں مشروط (یعنی طے کی گئی) تھیں ان کا خلاف حرام ہے اور بِکے ہوئے وقت میں اپنا کام کرنا بھی حرام ہے اور ناقص کام کر کے پوری تنخواہ لینا بھی حرام ہے۔"[2]

4. گورنمنٹ کے اِدارے کا افسر دیر سے آتا ہو اور اس کی کوتاہی کے سبب دفتر دیر سے کھلتا ہو تب بھی ہر ملازِم پر لازم ہے کہ طے شدہ وقت پر پہنچ جائے اگرچہ باہر بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ خائن و غیر مختار افسر کا ملازِم کو دیر سے آنے یا جلدی چلے جانے کا کہنا یا اجازت دے دینا بھی ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وقت کی پابندی سبھی پر ضروری ہی رہے گی۔

1... دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد 3 حصہ 14 صفحہ 104 تا 184 میں اِجارے کے تفصیلی احکام درج ہیں۔

2... فتاویٰ رضویہ، ۱۹/ ۵۲۱

5. ملازِم دفتر یا دکان پر آنے جانے کا وقت رجسٹر وغیرہ میں درست لکھے، اگر غلط بیانی سے کام لیا اور ڈیوٹی کم دینے کے باوجود پورے وقت کی تنخواہ لی تو گنہگار و عذابِ نار کا حقدار ہے۔
6. جن اداروں میں ملازِمین کو علاج کی مفت سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، اِن میں جھوٹے بہانوں سے دوا حاصل کرنا، اپنا نام لکھوا یا بتا کر کسی دوسرے کیلئے دوا نکلوا لینا وغیرہ حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسوں کے ساتھ جان بوجھ کر تعاوُن کرنے والا بھی گنہگار ہے۔
7. تنخواہ زیادہ کرانے اور عہدے وغیرہ میں ترقی کروانے کے لیے جعلی (نقلی) سند لینا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکے پر مبنی ہے۔
8. اگر کسی عذر کی وجہ سے اَجیر خاص کام نہ کر سکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا (یعنی اُس دن کی تنخواہ نہیں ملے گی)۔[1] البتہ اگر اِس کی تنخواہ کا بھی عُرف ہے تو ملے گی کہ تعطیلات معہودہ (یعنی جن چھٹیوں کا معمول ہوتا ہے اُن) کی تنخواہ ملتی ہے۔
9. مراقب (یعنی سپروائزر) یا مقررہ ذِمے دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے۔ وقت اور کام میں کوتاہی اور سستیاں کرنے والوں کی مکمّل

1... ردّالمحتار، ۹/۱۱۷

کارکردگی (رپورٹ) کمپنی یا ادارے کے متعلّقہ افسر تک پہنچائے۔ مراقب (سپروائزر) اگر ہمدردی یا مُرَوَّت یا کسی بھی سبب سے جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔

10. کسی مذہبی ادارے میں اِجارے کے شَرْعی مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اِس وجہ سے مُستَعفی ہو کر ایسی جگہ ملازمت اختیار کرلینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسِب ہے۔ ذِہن یہ بنانا چاہئے کہ جہاں اِجارے کے شَرْعی اَحکام پر سختی سے عمل ہو وَہیں کام کروں تاکہ اِس کی بَرَکت سے مَعصِیَت کی نحوست سے بچوں اور حلال اور ستھری روزی بھی کماسکوں۔

11. ملازِم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرنے سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرے۔

12. اگر اِدارے کی طرف سے ذاتی کام میں ٹیلیفون استعمال کرنے کی اجازت ہو تو اجازت کی حد تک استعمال کرسکتے ہیں اگر اجازت نہیں تو ذاتی کام کے لیے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

13. اجارے کے وقت میں کبھی کبھار بہُت قلیل (یعنی تھوڑے سے) وقت کیلئے ذاتی فون سننے کی عُرفاً اجازت ہوتی ہے۔ البتّہ اگر کوئی اِجارے کے اَوقات میں باربار فون سنتا ہے اور پھر بات چیت بھی دس پندرہ منٹ سے کم نہیں ہوتی اس طرح کے ذاتی فون سننا جائز نہیں کہ اس طرح کام اور مُستاجر (یعنی اجارے پر

لینے والے) کا بھی نقصان ہو گا۔

14. ملازم نے اگر مَرَض کی وجہ سے چھٹّی کرلی یا کام کم کیا تو مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو تنخواہ میں سے کٹوتی کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اِس کی صورت یہ ہے کہ جتنا کام کم کیا صرف اُتنی ہی کٹوتی کی جائے مَثلاً 8 گھنٹے کی ڈیوٹی تھی اور تین گھنٹے کام نہ کیا تو صرف تین گھنٹے کی اُجرت کاٹی جائے، پورے دن بلکہ آدھے دن کی اُجرت کاٹ لینا بھی ظلم ہے۔[1]

15. متولیانِ مسجِد کی رِضامندی کی صورت میں امام و مُؤَذِّن عُرْف سے زائد چُھٹّیوں میں اپنا نائب دیدیا کریں تو تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی۔

16. امام، مُؤَذِّن یا کسی بھی دکان وغیرہ کا ملازِم سخت بیمار ہو جائے یا اُس کے یہاں کوئی انتقال کر جائے تو اِن صورَتوں میں ہونے والی چُھٹّیوں میں وہاں کا عُرف دیکھا جائے گا اگر تنخواہ کاٹنے کا عُرف (یعنی معمول) ہے تو کاٹ لی جائے ورنہ نہ کاٹی جائے۔

17. امام یا مُؤَذِّن یا مدرِّس یا کسی ملازِم کا گھر دُور ہے، "پیّا جام ہڑتال" کی وجہ سے سواری نہ ملی یا ہنگاموں کے صحیح خوف کے سبب چھٹی ہو گئی تو اگر پہلے سے طے ہو گیا تھا کہ ایسے مواقع پر تنخواہ نہیں کاٹی جائیگی یا وہاں کا عُرف (یعنی معمول) ہی ایسا ہو کہ ایسے مواقع پر کٹوتی نہیں ہوتی تو اس طرح کی چھٹی کی

1... تفصیل کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد 19 صفحہ 515 تا 516 دیکھ لیجئے

تنخواہ پائے گا۔ یاد رہے! معمولی ہڑتال چھٹی کیلئے عذر نہیں۔

18. چوکیدار، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرا دینا ہوتا ہے اگر ڈیوٹی کے اوقات میں اِرادۃً سو گئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصداً یا بِلا قصد) جتنی دیر سوئے یا غافل ہوئے اُتنی دیر کی اُجرت کٹوانی ہوگی۔

19. ایک ہی وقت کے اندر دو جگہ نوکری کرنا یعنی اجارے پر اجارہ کرنا ناجائز ہے۔ البتّہ اگر وہ پہلے ہی سے کہیں نوکری پر لگا ہوا ہے تو اب اپنے سیٹھ کی اجازت سے دوسری جگہ کام کر سکتا ہے، جب کہ پہلی جگہ کے سبب دوسری جگہ کے کام میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوتی ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہماری بد اعمالیاں اور معاشی بحران

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سچائی اور دیانتداری کے ساتھ رزقِ حلال کے حُصُول کے لئے بیان کردہ مدنی پھولوں پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے مگر افسوس! آجکل اس کی طرف سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے۔ ایک طرف ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا مبارک دور تھا جب ہر طرف سچائی، دیانت داری اور احکاماتِ الٰہیہ کی بجا آوری کا لحاظ کیا جاتا تھا جبکہ دوسری طرف ہمارا حال یہ ہے کہ حرصِ مال اور لالچ کی پٹی ہماری آنکھوں پر بندھی ہے۔ اذان کی صدا بلند ہوتی ہے مگر ہماری حرص ہمیں کاروبار چھوڑ کر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نہیں جھکنے دیتی۔

بددیانتی، جھوٹ، دھوکے بازی اور بالخصوص سُود کی برائی ہمارے کاروبار کا حصہ بن چکی ہے۔ آج ہماری اکثریت کاروبار اور تجارت میں خدا کی یاد سے غافل رہتی ہے، اگر اس دوران ہماری زبان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام آتا بھی ہے تو جھوٹی قسم کھانے اور خود کو ایک مہذَّب و خُوش اخلاق شخصیت کے طور پر متعارف کروانے کیلئے تاکہ سامنے والا ہماری دینداری اور خُوش اخلاقی سے متاثر ہو کر ہم پر اندھا اعتماد کرلے اور ہم اس کو لُوٹنے میں کامیاب ہو جائیں۔ انجامِ آخرت سے بے خوف نہ جانے کتنے ہی تاجر (Business men) دنیا کے عارضی نَفع کے بدلے اپنی آخرت بیچ ڈالتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مال لُوٹنے کے باوجود آج ہماری معاشی صورتِ حال انتہائی اَبتر ہے اور پورا معاشرہ ایک بدترین معاشی بحران کا شکار ہو چکا ہے ظاہر ہے ہمارے کاروبار اور بازار میں جب اس قدر کثرت سے برائیاں پائی جائیں گی تو معیشت تباہ نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا۔ آج جسے دیکھو وہی معاشی ناہمواری اور فقر و تنگ دستی کے سبب پریشان ہے۔ اس معاشی بحران کی زَد میں آکر کسی کی زمین گئی تو کسی کا گھر بک گیا، کوئی اپنی گاڑی بیچ رہا ہے تو کوئی گھر والوں کے زیور۔ بوڑھا باپ بسترِ علالت پر لیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے لیکن بے روزگار بیٹے کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ باپ کے علاج کیلئے دواؤں کا انتظام کرسکے، غریب باپ جب شام کو خالی ہاتھ گھر پہنچتا ہے تو بچوں کا حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنا اسے غمزدہ اور افُسُردہ کر دیتا ہے۔ غربت، بے روزگاری اور معاشی ناہمواری کے عفریت (بُھوت)

نسلِ انسانی کو اپنے آہنی پنجوں میں دبوچ کر اسکا خون نچوڑ رہے ہیں جس کے نتیجے میں بھتہ خوری، لُوٹ ماری، قتل وغارت گری اور اس طرح کے دیگر جرائم اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ زندگانی تنگ ہو کر رہ گئی ہے۔

تنگ زندگانی کی وجہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا ہم میں سے کسی نے سنجیدگی کے ساتھ کبھی اس بات پر غور کیا کہ آخر ہماری زندگانی اس قدر تنگ کیوں ہو گئی؟ ہم بلندیوں سے پستیوں کی طرف کیوں آ گئے؟ اس قدر معاشی بدحالی کا شکار کیوں ہو گئے؟ کاروبار کے لاتعداد وسائل، روزگار کے اَن گنت مواقع اور ترقّی کے بے مثال ذرائع کے باوجود آخر کار ہم روز افزوں مَعاشی تنزلی کا شکار کیوں ہوتے جا رہے ہیں؟ ذرا غور کیجئے! کہیں ان ساری پریشانیوں کی وجہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غفلت تو نہیں۔ ۔ ۔ ؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کیلئے تنگ زندگانی ہے۔

صَدْرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: تنگ زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اِتّباع (پیروی) نہ کرنے سے عملِ بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتارِ حرص (لالچ میں گرفتار) ہو جائے اور کثرتِ مال واسباب سے بھی

اس کو فراخِ خاطر (کُشادہ دلی) اور سُکونِ قلب میسّر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ "یہ نہیں وہ نہیں" حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن مُتوکِّل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو "حیاتِ طیّبہ" کہتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ بندے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوفِ خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگانی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے منہ پھیرنے کی آفتیں کس قدر شدید ہیں کہ انسان کی معیشت تنگ ہو جائے گی، وہ ناجائز و حرام کاموں میں مبتلا ہو جائے گا، قناعت کی دولت چھن جائے گی اور حرص کی بھیانک آگ ہر طرف سے اسے اپنی لپیٹ میں لے لے گی، جتنا بھی کما لے گا اس کی حرص کی آگ نہیں بجھے گی۔ وہ مال کو پُرسکون زندگی کا ذریعہ سمجھے گا مگر دولت و شہرت حاصل ہونے کے باوجود اُسے قلبی سکون حاصل نہ ہو گا۔ آرام دہ بستر تو ہو گا لیکن چین کی نیند میسر نہ ہو گی۔ خواہشات کا سیلاب اسکے صبر و شکر اور خوشیوں کی عمارت کو بہالے جائے گا اور طرح طرح کے غم اسکی زندگی کو تاریک کر دیں گے، غرض وہ سکون کی اُس دولت سے محروم رہے گا جو حیاتِ طیّبہ (اچھی زندگی) کی صورت میں ایک مومن مُتوکِّل کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام میں اُس "حیاتِ طیّبہ" کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ ترجَمۂ کنزالایمان: جو اچھا کام کرے مرد

اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ ہو یا عورت اور ہو مسلمان، تو ضرور ہم اسے
حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ (پ۱۴، النحل: ۹۷) اچھی زندگی جِلائیں گے۔

صدر الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی دنیا میں رزقِ حلال اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنّت کی نعمتیں دے کر (اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں حیاتِ طیّبہ عطا فرمائے گا)۔ مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولت مند کافر کے عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے اور کافر جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر نظر نہیں رکھتا وہ حریص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج وتَعَب (دُکھ اور تکلیف) اور تحصیلِ مال (مال حاصل کرنے) کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔

یاد رہے! کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو دنیا میں محض بے بس اور مجبور بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اسے اچھائی اور برائی کا شعور بھی عطا فرمایا ہے نیز قرآنِ پاک میں یہ بھی واضح کر دیا کہ کِن خُوش بختوں کو اچھی زندگی ملے گی اور کون سے بدبخت لوگ تنگ زندگانی کا شکار ہوں گے۔ اب ظاہر ہے جیسے ہم اعمال کریں گے ویسی ہی جزا پائیں گے۔ اگر ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری کے راستے پر چلیں گے تو وہ ہماری زندگی کو "حیاتِ طیّبہ" میں تبدیل فرمادے گا اور اگر اس کی نافرمانیوں اور برائیوں کا راستہ اختیار کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے روگردانی کی، نماز کا وقت ہو جانے کے باوجود

دو پیسے کی خاطر نماز کے لئے اپنا کاروبار چھوڑنا گوارا نہ کیا نیز حُصُولِ مال میں حرام و حلال کا خیال نہ رکھا تو تنگ زندگانی کے بھیانک شکنجوں میں پھنسنا ہمارا مقدر ہو گا۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ

ایک وسوسے کا جواب

ہوسکتا ہے بعض لوگوں کے ذہن میں شیطان یہ وسوسہ پیدا کرتا ہو کہ اسلام نے تجارتی مُعاملات میں بہت زیادہ سختیاں اور پابندیاں عائد کررکھی ہیں جس کی وجہ سے مُسلمان معاشی ترقّی سے محروم ہیں اس کے برعکس اسلامی قُیُودات سے آزاد غیرمُسلم قومیں دن بہ دن ترقّی کرتی جارہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ 360 میں اس شیطانی وسوسے کی کاٹ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: تجارتِ حرام کے دروازے (جو) آج کل بکثرت کھلے ہیں ان کی بَندِش (روک تھام) کو اگر تنگی سمجھا جائے تو مجبوری ہے وہ تو بے شک شرعِ مطہر نے ہمیشہ کیلئے بند کئے ہیں۔ جو آج بے قیدی (آزادی) چاہے کل نہایت سخت شدید قید میں گرفتار ہو گا اور جو آج احکام کا مُقَیَّد (پابند) رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا۔ دنیا مُسلمان کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مُسلمانوں سے کس نے کہا کہ کافروں کی اموال کی وُسعت اور طریقِ تحصیلِ آزادی اور کثرت کی طرف نگاہ پھاڑ کر دیکھے، اے مسکین! تجھے تو کل کا دن سنوارنا ہے۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾

جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد، مگر جو اللہ کے حضور سلامت والے دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

(پ۱۹، الشعراء:۸۸)

اے مسکین! تیرے ربّ نے پہلے ہی تجھے فرمادیا ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ﳔ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس دُنیوی زندگی کی آرائش کی طرف جو ہم نے کافروں کے کچھ مردوں و عورتوں کے برتنے کو دی تا کہ وہ اس کے فتنہ میں پڑے رہیں اور ہماری یاد سے غافل ہوں اور تیرے ربّ کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔

(پ۱۶، طٰہٰ:۱۳۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کلام سچا ہے، اس نے ہمیں جو حکم دیا اس کو مان لینا، اس پر راضی رہنا اور اس پر عمل کر لینا ہی ہماری بندگی کی معراج ہے۔ یاد رکھئے! دیگر چیزوں کی طرح تجارتی مُعاملات میں بھی اسلام نے مُسلمانوں کے نہ صرف اُخروی بلکہ دُنیوی مفادات اور ان کے تحفّظ کا خیال رکھا ہے اور طاقت و اختیار سے بڑھ کر کوئی حکم ان پر مُسلَّط نہیں کیا البتہ اسلام تجارتی اور غیر تجارتی تمام مُعاملات میں سُود اور حرام کی راہیں تنگ ہی نہیں بلکہ انہیں بند بھی کرتا ہے۔ تاریخ کے مُطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مُسلمانوں کی تجارت اور معیشت کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ سُودی نظام نہ ہونے کے باوجود مُسلمانوں کی معاشی خوشحالی کے ایسے ایسے شاندار اَدوار گزرے ہیں کہ ان کے بارے میں پڑھ کر

عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔

معاشی خوشحالی کا حسین دور

حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز تقریباً اڑھائی سال یعنی 30 مہینے خلیفہ رہے مگر ناجائز آمدنیوں کی روک تھام، ظُلم کے سدِّباب اور مال کی دیانتدارانہ تقسیم کے نتیجے میں ایک سال میں ہی لوگوں کے مالی حالات اتنے بہتر ہوگئے تھے کہ کوئی شخص بھاری رُقوم لاتا اور کسی اہم شخصیّت سے کہتا کہ آپ کی نظر میں جو ضرورت مند ہوں ان کو یہ مال دے دیجئے تو بڑی دوڑ دھوپ اور پوچھ گچھ کے بعد بھی کوئی ایسا آدمی نہ ملتا جسے یہ مال دے دیا جائے، بالآخر اسے وہ مال واپس لے جانا پڑتا۔ (1)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے مجھے افریقہ میں صدقہ وُصول کرنے کے لئے بھیجا میں نے صدقہ وُصول کرکے فقرا کو تلاشا کہ ان پر تقسیم کر دوں لیکن مجھ کو کوئی فقیر نہیں ملا کیونکہ حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے لوگوں کو دولت مند بنا دیا تھا، لہٰذا میں نے صدقہ کی رقم سے غلام خرید کر آزاد کر دیئے۔ (2)

معاشی خوشحالی کی وجہ

معلوم ہوا کہ حضرت سیّدُنا عُمر بن عبد العزیز رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُبارک

1... حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، ص ۴۵۸

2... حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، ص ۴۵۹

دور میں تمام مُسلمان غنی ہو چکے تھے اور کوئی بھی زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔ اس کی ایک وجہ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا عدل وانصاف تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اُس دور میں مُسلمانوں کی تمام تر کاروباری سرگرمیاں شرعی حُدود کے اندر رہ کر ہوتی تھیں گویا کہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے معاشی میدان میں بے مثال ترقّی کی، یہاں تک کہ ہر طرف مال ودولت کی فراوانی، آسودگی اور خوشحالی عام ہو چکی تھی اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ معاشی ترقی کیلئے ہر طرح کی آزادی کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضامندی اور شریعت کی قیدو پابندی ضروری ہے۔

معاشی بحران کا سبب

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے معاشی اصول حقیقی ترقّی اور خوشحالی کے ضامن ہیں اور ان کی خلاف ورزی ایسی معاشی برائیاں پیدا کرتی ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ کسی بھی جگہ آنے والے معاشی بحران کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ سرمائے اور دولت کا چند لوگوں اور چند اداروں کی تجوریوں میں رُک جانا بھی ہے کیونکہ سرمائے کا چند ہاتھوں میں ٹھہر جانا اعتدال اور توازُن کو ختم کر دیتا ہے اور درحقیقت یہی عدمِ توازُن معاشی بحران کا سبب بنتا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں دو قسم کے معاشی نظام رائج ہیں۔ ❀ ایک اشتراکیت اور ❀ دوسرا سرمایہ داریت، لیکن یہ دونوں نظام اِفراط وتَفریط کا شکار ہیں کیونکہ اِشتراکی

نظام میں تمام لوگوں کی ذاتی ملکیتوں کو ان کی مرضی کے خلاف جبراً (زبردستی) چھین کر ایک مخصوص جماعت کی ملکیت میں دے دیا جاتا ہے البتہ اس کے بدلے ایک حد تک ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے جبکہ سرمایہ دارانہ نظام میں مالداروں کو اتنی کھلی چھوٹ دے دی جاتی ہے کہ وہ دولت سے اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے معاشی نظام میں نہ اشتراکیت کی قید ہے نہ سرمایہ داریت کی کھلی آزادی، بلکہ یہ نظام تقویٰ، احسان، ایثار، عدل، اخوت، تعاون، توکّل اور قناعت جیسی عظیم اخلاقی قدروں پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے معاشی نظام کو دیگر تمام نظاموں پر فوقیت حاصل ہے۔

معیشت کی تباہی میں سُود کا کردار

بد قسمتی سے اس وقت ہمارے ہاں جو معاشی نظام رائج ہے وہ سرمایہ داریت کا نظام ہے اور اس پورے نظام کی عمارت **"سُود"** کی بنیادوں پر کھڑی ہے۔ مثلاً: ایک شخص نے سُودی ادارے میں دس فیصد سُود پر دس لاکھ روپے جمع کروائے۔ اُس ادارے نے وہی دس لاکھ روپے پندرہ فیصد سُود پر صنعت کار کو دیئے، جب مہینہ پورا ہوا تو اس صنعت کار نے پندرہ فیصد سُود ادارے کو دیا، ادارے نے دس فیصد سُود رقم کے مالک کو دیا اور پانچ فیصد خود رکھ لیا۔ رقم کے مالک کو بھی فائدہ ہوا اور سُودی ادارے کو بھی مگر جس صنعت کار نے سُود ادا کیا اسے بھی کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ

اس نے سُود پر لی گئی رقم سے جو مصنوعات (Products) تیار کیں ان کی قیمت میں پندرہ فیصد اضافہ کر دیا۔ یوں اُس صنعت کار نے سُود کی رقم اپنی مصنوعات سے حاصل کرلی لہٰذا اُس کا بھی فائدہ ہو گیا۔ لیکن اس کا سارا بوجھ غریب عوام پر پڑا کہ جب اشیاء کی قیمتیں اسکی قوتِ خرید سے بڑھ گئیں اور ضروریاتِ زندگی کی چیزیں خریدنا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ اسی طرح کچھ کمپنیاں اپنی پروڈکشن بڑھانے اور مارکیٹ میں اپنا نام برقرار رکھنے کے لئے تشہیر (Advertisement) کا سہارا لیتی ہیں، عموماً اس تشہیر کے لئے سُود پر پیسہ لیا جاتا ہے اور اس سُود کی ادائیگی بھی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرکے عوام کے پیسوں سے ہی کی جاتی ہے غرض اس ظلم و ناانصافی اور معاشی تباہی کی ابتداء سُود (Interest) نے کی۔

سُود کا اُخروی نقصان

یقیناً سُود ایک ایسی برائی ہے جس نے ہمیشہ مَعِیشت کو تباہ کیا ہے، قرآن و حدیث میں سُود کی نہایت سخت الفاظ میں مذمّت بیان کی گئی ہے، حتیٰ کہ سُود سے باز نہ آنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے لڑائی کرنے والوں کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۷۸) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا	ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سُود اگر مسلمان ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور

بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ	اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو
تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ	تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ
لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾	نہ تمہیں نقصان ہو۔

(پ۳، البقرۃ: ۲۷۹)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ	ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سُود کھاتے ہیں
اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ	قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ	کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط
قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ	بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی
وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ	تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا
(پ۳، البقرۃ: ۲۷۵)	بیع کو اور حرام کیا سُود۔

صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سُود خوار کا ایسا ہی حال ہو گا کہ سُود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر پڑے گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سُود کی حرمت اور سُود خواروں کی شامت کا بیان ہے سُود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ ❀ سُود

میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدارِ مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ ❀ دوم سُود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سُود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضَرَر (نقصان) پہنچاتی ہے۔ ❀ سوم سُود کے رواج سے باہمی مَوَدَّت (محبّت) کے سُلوک کو نُقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سُود کا عادی ہو تو وہ کسی کو "قرضِ حسن" سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ ❀ چہارم سُود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سُود خوار اپنے مَدیُون (مقروض) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے اس کے علاوہ بھی سُود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی مُمانَعَت عین حکمت ہے۔

سُود کی مذمت میں 4 احادیثِ مُبارکہ

1. حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے سُود لینے والے اور سُود دینے والے اور سُود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ (1)
2. حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن حَنْظَلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: سُود کا ایک دِرہم جس کو جان کر کوئی کھائے،

1... مسلم، کتاب المساقاة... الخ، باب لعن اٰکل الربا و مؤکلہ، ص ۸٦۲، حدیث: ۱۵۹۸

وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔[1]

3. حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ کہا: یہ سُود خور ہیں۔[2]

4. حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے راویت ہے کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سُود سے (بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔[3]

علّامہ عبدُ الرؤف مَناوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سود کے ذریعے مال میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے مگر سود لینے والے شخص پر (مال کی) تباہی و بربادی کے جو دروازے کھلتے ہیں ان کی وجہ سے وہ مال کم ہوتے ہوتے بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔[4] سودی مال کی ہلاکت و تباہی کے بارے میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے۔

1...مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث عبد اللہ بن حنظلۃ، ۸/ ۲۲۳، حدیث: ۲۲۰۱۶

2...ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغليظ فی الربا، ۳/ ۷۲، حدیث: ۲۲۷۳

3...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۲/ ۵۰، حدیث: ۳۷۵۴

4... فیض القدیر، ۴/ ۲۶، تحت الحدیث: ۴۵۰۵

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِي الصَّدَقٰتِ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (پ۳، البقرة:۲۷۶)

اس (آیت) سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں، گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دے کر۔ دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ایسا کوئی مُسلمان نہیں ہو گا جو قرآن و حدیث کے ان واضح ارشادات کے باوجود بھی سُود سے باز نہ آئے اور اسے اپنی معاشی ترقّی کا ضامن سمجھے۔ یقیناً سود اور اس کے علاوہ دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ حرام مال دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث ہے آیئے اسی ضمن میں مالِ حرام کی تباہ کاریاں بھی ملاحظہ کیجئے۔

جیسی غذا ویسے کام

مال حرام کا وبال یہ ہے کہ جب لقمۂ حرام پیٹ میں پہنچتا ہے تو اس سے بننے والا خون انسان کو مزید برائیوں پر ابھارتا ہے۔ یوں وہ برائیوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اپنی عاقبت برباد کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کھایا جانے والا ہر لقمہ اپنے ہی جیسے افعال کا سبب بنتا ہے

1…نور العرفان، پ۳، البقرة، تحت الآية:۲۷۶

(یعنی اگر وہ لقمہ حرام کا ہو گا تو حرام کاموں کا سبب بنے گا، مکروہ ہو گا تو مکروہ اور اگر) مباح ہو گا تو مباح کاموں کا سبب بنے گا اور اسی طرح اگر کھانا بابرکت ہو گا تو اچھے کاموں کا سبب بنے گا اور بندے کے افعال میں برکت اور زیادتی کا باعث ہو گا۔[1]

لقمۂ حرام قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ

لقمۂ حرام کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ یہ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یاربّ! یاربّ! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، اور غذا حرام، پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی۔[2]

لقمۂ حرام قبولیتِ اعمال میں رکاوٹ

جس طرح لقمۂ حرام کی نحوست سے دُعاؤں کی قبولیت رک جاتی ہے اسی طرح نیک اعمال بھی قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچ پاتے جیسا کہ محبوبِ ربُّ العالمین، جنابِ صادق وامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے سعد (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)! اپنی غذا پاک کر لو! مستجابُ الدعوات ہو جاؤ گے، اُس ذاتِ پاک کی قسم جس

1... تفسیر ابن عربی، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۶، ۱/۱۱۴

2... مسند امام احمد، مسند ابی ھریرہ، ۳/۲۲۰، حدیث: ۸۳۵۶

کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔[1]

بیان کردہ روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مالِ حرام ہلاکت ہی ہلاکت ہے لہٰذا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی بربادی سے بچنے کے لئے سود اور مالِ حرام سے کنارہ کشی اختیار کرلے خواہ اس کے بدلے اسے کتنا ہی بڑا دنیوی خسارہ کیوں نہ اُٹھانا پڑے۔ مگر افسوس! فی زمانہ جبکہ معاشرے میں رشوت، سُود، دھوکا اور بددیانتی وغیرہ عام ہو چکی ہے اوپر سے نیچے تک تقریباً سارا نظام تہس نہس ہو چکا ہے، اگر دین کا درد رکھنے والا کوئی اسلامی بھائی سمجھانے کی کوشش بھی کرے تو اس قسم کی باتیں سُننے کو ملتی ہیں: ”بھئی کیا کریں مجبوری ہے، ہم تو بے بس ہیں، اس کے بغیر چارہ ہی نہیں، سب چلتا ہے، ہم اکیلے کر بھی کیا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ“ حالانکہ یہ باتیں درست نہیں، کیونکہ نہ تو ہم بے بس و مجبور ہیں اور نہ ایسا ہے کہ ان حرام کاریوں کے بغیر چارہ نہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم اکیلے کیا کرسکتے ہیں تو جناب کم از کم اپنی ہی اصلاح کی کوشش کرلیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پورا نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ دراصل ہم چاہتے ہیں کہ دوا بھی نہ کھائیں اور مرض سے شفا بھی مل جائے، مانا کہ معاشی خوشحالی کے لئے پورے مُعاشرے کو سُود اور دیگر

1... معجم الاوسط، ۵/ ۳۴، حدیث: ۶۴۹۵

بُرائیوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے مگر یاد رکھیں! معاشرہ افراد سے بنتا ہے، جب تک افراد اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کریں گے سارے معاشرے کی اصلاح مشکل ہے۔ لہٰذا ہر شخص انفرادی طور پر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے معاشرے میں خود بخود تبدیلی آجائے گی اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی انتھک کوششوں کے نتیجے میں ملک و بیرونِ ملک کئی مقامات پر حیرت انگیز اصلاحی انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مُریدین و محبین کو اوّلاً اپنی ذات کی اور ثانیاً دوسروں کی اصلاح کا ذہن دیتے ہوئے یہ مدنی مقصد عطا فرمایا کہ **"مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے"** یہی وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے والا ہر اسلامی بھائی مُعاشرے کے بجائے سب سے پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس مدنی ماحول کی برکت سے مُعاشرے کے بدترین لوگوں کا شمار بہترین لوگوں میں ہونے لگا، جُھوٹ، غیبت، چُغلی، وعدہ خلافی، گالی گلوچ، قتل و غارت گری، رشوت خوری، طرح طرح کے ناجائز کاروبار اور ان کے علاوہ سینکڑوں معاشرتی برائیوں میں مبتلا افراد توبہ تائب ہو گئے۔ آیئے اس کی ایک جھلک مُلاحظہ کیجئے۔

میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟

لانڈھی (باب المدینہ، کراچی) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خُلاصہ ہے:

ہمارے علاقے میں ایک ویڈیو سینٹر کے باہر دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائی اصلاحِ اُمّت کی کُڑھن میں موسمِ گرما کی حِدّت (تپش) اور موسمِ سرما کی شِدّت کی پروا کئے بغیر مُستَقِل مِزاجی سے چوک درس دیا کرتے تھے۔ اسلامی بھائی اس ویڈیو سینٹر کے مالک کو بھی درس میں شرکت کی دعوت دیتے رہتے لیکن وہ روزانہ مصروفیت کا کہہ کر معذرت کرلیتا بالآخر ایک دن چوک درس میں شرکت کر ہی لی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے درس شروع کیا تو خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفٰے سے بھرپور الفاظ تاثیر کا تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہوگئے۔ دل و دماغ پر چھائے غفلت کے پردے ہٹ گئے۔ ان پر چوک درس کی برکت سے فکرِ آخرت غالب آگئی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی تو فوراً راضی ہوگئے اور یوں وہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے اور دیگر مدنی کاموں میں حصہ لینے لگے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تھوڑے ہی عرصے میں ان میں مثبت تبدیلی آنے لگی۔ انہوں نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرلی اور گناہوں میں مبتلا کرنیوالا کاروبار (ویڈیو سینٹر) ختم کردیا اور دھاگہ، لیس کا کام شروع کردیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ویڈیو سینٹر کے مالک میں کیسی زبردست مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ

نہ صرف وہ نیک اجتماعات میں شرکت کرنے لگے بلکہ ویڈیو سینٹر جیسا مذموم کاروبار بھی چھوڑ دیا۔ یقیناً اگر سارے مُسلمان کاروبار اور دیگر مُعاملات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام ترک کردیں اور اس کی یاد کو اپنے دل میں بسالیں تو کیا بعید کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے رزق میں ایسی برکت عطا فرمادے کہ ان کے معاشی مسائل کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ آیئے احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں ترقیِ معیشت اور رزق میں برکت سے مُتَعَلِّق تین مدنی پھول مُلاحظہ کیجئے۔

رزق میں برکت کے روحانی علاج

﴿1﴾ نبیوں کے تاجوَر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دُور فرمائے گا اور ہر تنگی سے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیگا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔[1]

﴿2﴾ ملفوظاتِ اعلیحضرت میں ہے: ایک صحابی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) خدمتِ اقدس (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی: دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا: کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار ہو کر، طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر "سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللہ"[2] اُن

1... ابن ماجه، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۴/۲۵۷، حدیث: ۳۸۱۹

2... لسان المیزان، حرف العین، ۴/۳۰۴، حدیث: ۵۱۰۰

صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: "حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔"[1]

﴿3﴾ حضرت سَیِّدُنا سَہلُ بن سَعَد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورِ اَقْدَس شفیعِ روزِ مَحْشَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام عرض کرو اور ایک بار قُلْ ھُوَاللہ شریف پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں کی بھی خدمت کی۔[2]

اسلام میں نظریۂ زکوٰۃ

معاشی ترقی اور رزق میں برکت کا ایک بہترین طریقہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ یاد رکھئے! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رُکن اور اہم ترین مالی عبادت ہے۔ یہ ایسا خوبصورت نظام ہے جس کے ذریعے مُعاشرے کے نادار اور محتاج لوگوں کو مالی مدد ملتی ہے۔ اگر سارے مالدار لوگ درست طریقے سے زکوٰۃ ادا کریں تو غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جائے۔ قرآن مجید، فرقانِ حمید میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے

1... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۸

2... الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ۲۳۱/۲۰

بارے میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ(۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔ (پ۱۰، التوبۃ: ۳۴)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں تین احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے:

(1) جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔[1]

(2) دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر بھی ہے جو اپنے مال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔[2]

(3) جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہو گا اس کے لئے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔[3]

1...معجم الاوسط، ۳/۲۷۵، حدیث: ۴۵۷۷

2...صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع الزکاۃ... الخ، ۴/۸، حدیث: ۲۲۴۹

3...صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، حدیث: ۹۸۷، ص ۴۹۱

زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمتیں

(1) سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب۔ اسلام نے زکوٰۃ کی ادائیگی جیسا پیارا عمل مسلمانوں کو عطا فرمایا تاکہ انسان میں سخاوت جیسا کمال پیدا ہو اور بخل جیسا قبیح عیب اس کی ذات سے ختم ہو۔

(2) جیسے ایک ملکی نظام ہوتا ہے کہ ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے وہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتی ہے اور پھر وہی ٹیکس ہمارے ہی مفاد میں یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے بلا تشبیہ ہمیں مال و دولت اور دیگر تمام نعمتوں سے نوازنے والی ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی پیاری ذات پاک ہے اور زکوٰۃ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے، جو ہمارے ہی غرباء پر خرچ کیا جاتا ہے۔

(3) ربّ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو سب کو مال و دولت عطا فرما کر غنی کر دیتا لیکن اس کی مشیّت ہے کہ اس نے اپنے ہی بندوں میں بعضوں کو امیر اور دولت مند کیا اور بعضوں کو غریب رکھا اور امیروں یعنی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کر دی تاکہ اس سے امیروں اور غریبوں میں محبت و انسیّت اور باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کو سب مل بانٹ کر کھائیں اور اس کا شکر ادا کریں۔

(4) شریعت نے زکوٰۃ فرض کر کے کوئی انہونی چیز فرض نہیں کی بلکہ اگر ہم اپنے اطراف میں غور و فکر کریں تو زکوٰۃ کی حقیقت ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے کہ پھلوں کا گودا انسان کے لیے ہے مگر چھلکا جانوروں کا حق ہے۔ گندم میں پھل ہمارا حصہ مگر

بھوسہ جانوروں کا، گندم میں بھی آٹا ہمارا ہے تو بھوسی جانوروں کی۔ ہمارے جسم میں بال اور ناخن وغیرہ کا حدِّ شرعی سے بڑھنے کی صورت میں علیحدہ کرنا ضروری ہے کہ یہ سب جسم کی زکوٰۃ یعنی اضافی چیز مَیل ہیں۔ بیماری تندرستی کی زکوٰۃ، مصیبت راحت کی زکوٰۃ، نمازیں دنیاوی کاروبار کی گویا زکوٰۃ ہیں۔

(5) اگر ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کا التزام کرلے تو مسلمان کبھی دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کی ضرورتیں مسلمانوں سے ہی پوری ہوجائیں گی اور کسی کو بھیک مانگنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔[1]

بہرحال دولت کو تجوریوں میں بند کرنے کے بجائے زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں راہِ خدا میں خرچ کریں ورنہ یقین کیجئے کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا آخرت کے دردناک عذاب اور دنیا میں معاشی بدحالی کا سبب بن سکتا ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اِرتکازِ دولت (Concentration of wealth) کے اس سلسلے کو ختم کرنے اور دل کھول کر راہِ خدا اور نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی نیت کریں پھر دیکھئے گا معیشت بھی ترقّی کرے گی، لوگوں کی قوّتِ خرید بھی بڑھے گی اور معاشی نظام میں بھی خوشحالی آئے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

تعارفِ دعوتِ اسلامی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس پُرفتن دور میں تبلیغ

1... رسائل نعیمیہ، ص۲۹۸، بتصرف

قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** ساری دنیا میں دین کی تبلیغ اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ لاکھوں عاشقانِ رسول بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شب و روز انتھک کوششوں کے نتیجے میں **دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام تادمِ تحریر دنیا کے 192 سے زائد ممالک میں پہنچ چکا ہے** اور بے شمار مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کو مُنَظَّم طریقے سے آگے بڑھانے کے لئے وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت مُختلِف مجالس اور شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا جاتا رہا **حتی کہ تادمِ تحریر 95 سے زائد شعبہ جات قائم کئے جا چکے ہیں** مَثَلاً مساجد کی تعمیرات کے لئے **"مجلس خدام المساجد"**، مدنی منّوں اور مدنی منّیوں کے حفظ و ناظرہ کے لئے **"مدرسۃ المدینہ"**، انہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دُنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے **"دارُ المدینہ"**، بالِغان کی تعلیمِ قرآن کے لئے **"مدرسۃُ المدینہ برائے بالِغان"**، فتاویٰ کیلئے **"دارُ الافتاء اہلسنّت"**، عُلَماء اور عالمات کی تیاری کے لئے **"جامعۃُ المدینہ"**، تربیتِ اِفتاء کے لئے **"تخصص فی الفِقہ"** اور امّت کو درپیش جدید مسائل کے حل کیلئے **"مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ"**، پیغامِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو عام کرنے اور اصلاحی کتب کی فراہمی کیلئے **"مجلس المدینۃُ العلمیۃ"**، تصانیف و تالیفات کو شرعی اَغلاط سے مَحفوظ رکھنے کیلئے **"مجلسِ تفتیشِ کتب و رَسائل"**، روحانی علاج کیلئے **"مجلسِ مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ"**، مختلف محکموں کے آفیسرز، تاجر حضرات اور اہم شخصیات کو نیکی

کی دعوت دینے اور دعوتِ اسلامی سے متعارف کرانے کے لئے **"مجلسِ رابطہ"**، میڈیا کے ذریعے دُنیا بھر کے لوگوں تک اسلام اور سنتوں کا پیغام پہنچانے کے لئے **"مدنی چینل"** اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں **"مدنی قافلوں اور ہفتہ وار اجتماعات"** کا مدنی جال بچھایا جاچکا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خطیر رقم کے بغیر اس قدر زائد شعبہ جات میں دین کا کام کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے جس کا اندازہ چند ایک شعبہ جات کے درج ذیل سالانہ، ماہانہ یا روزانہ کے اخراجات سے لگایا جاسکتا ہے۔

چند شعبہ جات کے اخراجات

1. **جامعۃ المدینہ (للبنین، للبنات):** پاکستان میں جامعۃ المدینہ (للبنین وللبنات) کی تعداد 347، طلبہ وطالبات کی تعداد 20173 اور سالانہ اخراجات تقریباً (661,670,000) چھیاسٹھ کروڑ سولہ لاکھ ستر ہزار روپے ہیں۔
2. **مدرسۃ المدینہ (للبنین وللبنات):** ان مدارس کی تعداد تقریباً: 2064، طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً: 101410، اس سال حفظ کرنے والے طلبہ وطالبات کی تعداد: 3730، سالانہ اخراجات: (696823128) اُنہتّر کروڑ اَڑسٹھ لاکھ تیئیس ہزار ایک سو اٹھائیس روپے ہیں۔
3. **مدرسۃ المدینہ بالغان:** پاکستان بھر میں مدرسہ المدینہ بالغان کی تعداد تقریباً 5000 ہے جن میں تقریباً 43532 اسلامی بھائی قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
4. **مدرسۃ المدینہ بالغات:** مدرسہ المدینہ بالغات کی تعداد 3505 ہے جن میں تقریباً

34500 اسلامی بہنیں علم دین حاصل کرتی ہیں۔

5. **مدرسہ آن لائن (للبنین وللبنات):** مدرسہ المدینہ آن لائن طلبہ کی تعداد تقریباً 2300 اور مدنی عملہ کی تعداد 250 ہے۔ سالانہ اخراجات (38400000) تین کروڑ چوراسی لاکھ روپے ہے۔ (واضح رہے آن لائن مدرسہ میں اسلامی بھائیوں کو اسلامی بھائی اور اسلامی بہنوں کو اسلامی بہنیں پڑھاتی ہیں)

6. **مجلسِ اعتکاف:** گذشتہ سال پاکستان بھر میں پورے ماہِ رمضان کا اعتکاف 104 مقامات پر ہوا اور معتکفین کی تعداد: 10180 رہی۔ جبکہ آخری عشرے کا سنّتِ اعتکاف 1375 مقامات پر ہوا جس میں معتکفین کی تعداد: 73541 رہی۔ گزشتہ سال اعتکاف پر ہونے والے اخراجات تقریباً 7 کروڑ 50 لاکھ ہیں۔ اس سال پاکستان بھر میں پورے ماہِ رمضان اعتکاف کا ہدف 119 مقامات اور آخری عشرے کے اعتکاف کا ہدف 4100 مقامات ہیں۔

7. **مجلس خدام المساجد:** صرف باب المدینہ کراچی میں 6 ماہ میں 50 کروڑ روپے مساجد کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔ جبکہ پورے پاکستان میں 375 مساجد زیر تعمیر ہیں۔

8. **اجیر:** اس وقت تقریباً 12000 اجیر دعوتِ اسلامی کے تحت کام کر رہے ہیں۔

9. **مجلس علاج:** علاج معالجہ پر مجلس علاج کے سالانہ اخراجات تقریباً (15600000) ایک کروڑ چھپن لاکھ روپے ہیں۔

10. **دارالمدینہ:** پاکستان بھر میں 38 دارالمدینہ ہیں۔ جن میں 8000 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں دار المدینہ پر سالانہ 28 کروڑ 80 لاکھ روپے اخراجات آتے ہیں۔

11. **مدنی چینل:** مدنی چینل کے یومیہ اخراجات تقریباً 15 لاکھ روپے اور ماہانہ اخراجات تقریباً چار کروڑ پچاس لاکھ روپے (45000000) ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مستقل بنیادوں پر اور وہ بھی اتنے بڑے پیمانے پر اخراجات یقیناً زکوٰۃ وصدقات کے مدنی عطیات ہی کے ذریعے ممکن ہے لٰہذا آپ بھی اپنی زکوٰۃ، فطرہ، صدقات وغیرہ سے مُتَعَلِّق تمام مدنی عطیات دعوتِ اسلامی کو دے کر سرمایہ آخرت اکٹھا کیجئے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اسلاف کے اندازِ تجارت کے مطابق سچائی، دیانتداری اور مُسلمانوں کی خیر خواہی کا خیال رکھتے ہوئے تجارت وملازمت اور کاروبار کرنے نیز خوشدلی سے زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم

زکوٰۃ کون لے سکتا ہے؟

شریعتِ مُطَہَّرَہ نے زکوٰۃ کا حقدار ہونے کے لیے ایک مالی معیار مقرر کیا ہے جس میں حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں کی اعانت ہو سکے جو انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مستحقِ زکوٰۃ (شرعی فقیر) کے لئے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو جبکہ وہ ہاشمی یا سیِّد نہ ہو۔ قرض اور حاجت اصلیہ میں مشغول تمام اموال کو نکال کر درج ذیل باتیں اس میں پائی جاتی ہوں۔

1. اس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو۔
2. ساڑھے باون تولہ چاندی اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

3. ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو رقم بنتی ہے وہ اس کے پاس نہ ہو۔ مثلاً 03 شعبانُ المعظم 1434ھ مطابق 13 جون 2013ء کو چاندی کی قیمت فی تولہ 860 روپے کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم 45150 روپے بنتی ہے لہٰذا اتنی رقم بھی اس کے پاس نہ ہو۔
4. ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر اس کے پاس کسی قسم کا مالِ نامی مثلاً مالِ تجارت، پرائزبانڈز وغیرہ نہ ہوں۔
5. اتنی ہی قیمت کے برابر اس کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد اشیاء مثلاً اضافی فرنیچر، گھریلو ڈیکوریشن کا سامان نہ ہو۔
6. سونا یا چاندی اگر اوپر بیان کردہ مقدار سے کم ہے لیکن سونے یا چاندی کے ساتھ ساتھ دیگر وہ چیزیں بھی اس کے پاس ہیں کہ مالک نصاب ہونے میں جن کا شمار کیا جاتا ہے تو اب سب کی قیمت ملا کر دیکھیں گے اگر تمام کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر آتی ہے تو ایسا شخص بھی زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔ مثلاً ایک شخص کے پاس 10 ہزار روپے کے پرائزبانڈز، 5 ہزار روپے کیش اور ایک تولہ سونا تھا جس کی قیمت فی زمانہ تقریباً باون ہزار سات سو روپے بنتی ہے جب ان تمام کو ملایا گیا تو کُل 67,700 روپے ہوئے اور اتنی مالیت کا حامل شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں لہٰذا ایسے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

7. اسی طرح اگر سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہے مگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے مساوی ہے مثلاً فی زمانہ ڈیڑھ تولہ سونا کی رقم بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم سے زائد ہے اگر اتنی مقدار میں بھی سونا اس کے پاس ہے تو وہ زکاۃ نہیں لے سکتا۔

8. دو رشتے ایسے ہیں جن کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔(1) اولاد اپنے والدین کو اوپر تک اور والدین اپنی اولاد کو نیچے تک۔(2) شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو۔

مدنی پھول: جو خود زکوۃ کا مستحق نہ ہو لیکن اس کے بالغ بچے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی مستحق زکوۃ ہوں یا اس کی بیوی زکوۃ کی مستحق ہو تو ان کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

عطیات جمع کروانے کے لئے بینک اکاؤنٹ نمبرز

برائے زکوۃ وصدقاتِ واجبہ	برائے عطیات وصدقاتِ نافلہ
A/C No.0388514411000260 Title : Dawateislami Bank : MCB Bank Cloth Market Branch (0063) Karachi.	A/C No.0388841531000263 Title : Dawateislami Bank : MCB Bank Cloth Market Branch (0063) Karachi.

زکوۃ کس طرح نکالی جائے

سب سے پہلے زکوۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ کا تعین کرلیں۔ زکوۃ واجب ہونے کی قمری / اسلامی تاریخ

اِس تاریخ کو ملکیت میں موجود قابل زکوۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق مالیت کا تَعَیُّن درجِ ذیل طریقے سے کیجئے، ضروری اموالِ زکوۃ چارٹ میں درج کردئے گئے ہیں۔

قابل زکوۃ اثاثوں کی مالیت			رقم	وہ رقم جو زکوۃ کی رقم سے الگ کرنی ہے /Liablities	رقم
1	سونا	سونا (زیورات)		اگر قرضہ لیا ہوا ہے	
2	چاندی	چاندی (زیورات)		مکان، دکان اشیاء کی واجب الادا قسطیں	
3	کرنسی	ملکی وغیر ملکی کرنسی موجودہ ریٹ		کمیٹی (BC) کے بقایاجات (جبکہ یہ کمیٹی مل چکی ہو)	
		بینکوں میں جمع شدہ رقم (علاوہ سود)		یوٹیلیٹی بلز، بجلی، گیس وغیرہ اگر سال پورا ہونے سے پہلے آچکے ہوں۔	

نمبر		مالِ زکوٰۃ	رقم	منہا ہونے والی رقم	رقم
		پرائز بانڈز		پارٹیوں کی ادائیگیاں	
		پراوِیڈنٹ فنڈ میں جمع شدہ رقم		ملازمین کی تنخواہیں	
		بی سی اور کمیشن میں جمع شدہ رقم		گزشتہ سال کی زکوٰۃ جو ادا نہ کی گئی ہو۔	
4	مالِ تجارت	خام مال فیکٹری وغیرہ میں			
		تیار شدہ مال فیکٹری یا دکان وغیرہ میں			
		تجارتی پلاٹس، مکان یا فلیٹ			
		کاروبار میں شراکت کے قابل زکوٰۃ			
		اثاثہ جات			
			500000		300000

کل مالِ زکوٰۃ (رقم) 500000
منہا شدہ رقم 300000
قابلِ زکوٰۃ رقم 200000

زکوٰۃ نکالنے کا فارمولا: کل رقم کو 40 پر تقسیم کریں 5000=40÷200000

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعہ
ــــ	قرآن پاک	کلام باری تعالی	ــــ
1	ترجمہ کنزالایمان	اعلی حضرت امام احمد رضا خان متوفی ١٣٤٠ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی ١٤٣٢ھ
2	خزائن العرفان	الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ١٣٦٧ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
3	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ١٣٩١ھ	پیر بھائی کمپنی کراچی
4	تفسیر ابن عربی	بن علی الطائی الحاتمی المعروف بابن عربی، متوفی ٦٣٨ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ٢٠١١ء
5	جامع احکام القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ٦٧١ھ	دار الفکر، بیروت
6	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ	دار الکتب العلمیہ ١٤١٩ھ
7	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ٢٦١ھ	دار ابن حزم ١٤١٩ھ
8	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ	دار الفکر، بیروت ١٤١٤ھ
9	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ٢٧٥ھ	دار احیاء التراث العربی، ١٤٢١ھ
10	سنن ابن ماجه	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ٢٧٣ھ	دار المعرفہ، بیروت ١٤٢٠ھ
11	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ٦٧٦ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٠١ھ
12	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ	دار الفکر، بیروت ١٤١٤ھ
13	المصنف	حافظ عبد اللہ محمد بن ابی شیبۃ عبسی متوفی ٢٣٥ھ	دار الفکر، بیروت ١٤١٤ھ
14	المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ٣٦٠ھ	دار احیاء التراث العربی ١٤٢٢ھ
15	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ٣٦٠ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢٠ھ
16	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢١ھ
17	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ٩٧٥ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٩ھ

18	صحیح ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی الدارمی، متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
19	صحیح ابن خزیمۃ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمۃ النیسابوری، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
20	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
21	الترغیب والترھیب	امام عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
22	مرآۃ المناجیح	حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
23	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
24	تاریخ دمشق لابن عساکر	علامہ علی بن حسن، متوفیٰ ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
25	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۲ھ
26	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
27	عیون الحکایات	ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
28	فتاوی رضویہ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
29	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
30	ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ
31	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
32	لسان المیزان	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
33	رسائل نعیمیہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
34	حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی ۴۲۵ حکایات	المدینۃ العلمیۃ	مکتبۃ المدینہ

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ "**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**" اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی اِنعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ
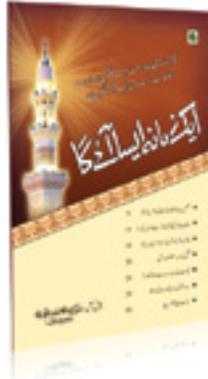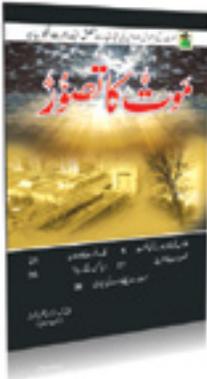
ISBN 978-969-631-409-7
0125127

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net